رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بدر

قادیان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۲۸ رستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۹ رشوال ۱۳۴۹ ہجری | نمبر ۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اور جملہ خاندان رسالت میں بھی نوع خیریت ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) درخواست دعا۔ خواجہ محمد یوسف صاحب احمدی چکوال سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کامل اور شفاء عاجل کے لئے دردِ دل سے دعا کی جاوے۔

(۳) شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالہ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ انہیں زکام کی سخت تکلیف ہے۔ اور ناک میں ورم ہے۔ اور ایک دوسری بیماری سے بہت تکلیف رہتی ہے ان کی صحت اور تندرستی کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۴) یہ خبر نہایت خوش کُن ہے۔ کہ خدا کے فضل اور حضرت فضل عمر کی دعاؤں اور مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی کی مساعی جمیلہ سے امسال انٹرنس کا امتحان قادیان میں ہوگا۔ جہاں پر دھاریوال وغیرہ کے سکولوں کے طلبا بھی آکر شامل ہوں گے۔ گویا قادیان سنٹر ہو گیا ہے۔ ورنیکلر مڈل سکولوں اور انٹرنس کا امتحان دینے والے طلبا کیلئے یہ اللہ الحمد

(۵) اس پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی وہ سفارش درج کی گئی ہے۔ جو حضور نے فاروق کی خریداری کے لئے سالانہ جلسہ ۲۹ء پر فرمائی تھی۔ ناظرین فاروق اس سفارش کے احترام میں پوری کوشش فرما کر ۵ رمارچ ۳۱ء تک خریداری فاروق کی منظور فرمائیں۔ تو انکو یہ فائدہ بھی ہوگا۔ کہ سال بھر کی خریداری کیلئے دو روپیہ کی اور چھ ماہ کی خریداری پر ایک روپیہ کی لاجواب نایاب کتابیں جنکا اعلان اسی پرچہ کے صفحہ ۶ پر کیا گیا ہے مفت بطور انعام دیجائینگی۔ صرف ان کتابوں کا محصول ڈاک آپکے ذمہ ہوگا۔ درخواستیں جلد ارسال کریں اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں

(۶) مکرمی شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس سکھر پر بعض مخالفین کیطرف سے کوئی مقدمہ دائر ہے۔ احباب سے قبل ازیں بھی درخواست دعا کیلئے بذریعہ فاروق کی گئی ہے۔ اب سہ کر یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ ناظرین فاروق اپنے اس معزز بھائی کیواسطے خاص توجہ اور دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم فرما کر اس ابتلاء سے بری کرے ؛

دو روپیہ میں فاروق نصف قیمت پر

(۶) ایک دوست نے جو اپنا نام شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ مبلغ بیس روپیہ فاروق کی امداد میں اس غرض سے عطا فرمائے ہیں۔ کہ اس روپیہ سے فاروق کے چند پرچے ایسے شائقین کے نام جاری کر دئے جائیں جو خریداری اخبار کی وسعت نہیں رکھتے لہذا میں دس پرچے ایک سال کامل کیواسطے ایسے دس خریداروں کے نام جاری کرنے چاہتا ہوں۔ جو نصف قیمت دو روپیہ اپنی جیب سے ادا کریں۔ اور نصف قیمت اس عطا شدہ رقم میں سے لیجائیگی۔ اسطرح صرف دو روپیہ میں انکو سال بھر تک فاروق ملتا رہیگا۔ امید کہ جلد سے جلد ایسی درخواستیں دفتر فاروق میں پہنچ جائیں۔ اگر دو روپیہ بذریعہ منی آرڈر ہمراہ درخواست کوئی خریدار ارسال کریں۔ تو انکو ہم محصول ڈاک وی پی کا فائدہ رہے گا۔ ورنہ دو روپیہ چار آنہ کا وی پی ان کے نام ارسال ہوگا۔ جو سال بھر کی قیمت کا ہوگا۔ اور یہ رعایت صرف جدید خریداران کو ملیگی موجودہ خریداران ایسی درخواست نہ کریں ؛

مینجر فاروق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات

امرتسر ڈویژن

قادیان احمدیہ جماعت کا مرکز ہے جس کا تعلق تمام ہندوستان اور غیر ممالک سے براہ راست ہے کیونکہ ہندوستان میں لاکھوں اور بیرون ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں احمدیہ جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ اور باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہر جگہ احمدیہ انجمن اور اور اس کے مشن قائم ہیں۔ خاص قادیان سے چھ اخبار اور رسالے موقت الشیوع نکلتے ہیں۔ بفضل ہفتہ میں تین ۳ ر۔ فاروق ہفتہ وار۔ نور پندرہ روزہ۔ مصباح پندرہ روزہ۔ سن رائز انگریزی ہفتہ وار ریویو آف ریلیجنز ماہوار۔ اس کے علاوہ یہاں باقاعدہ مرکز کے دفتر ہیں۔ ناظر اعلیٰ۔ ناظر بیت المال ناظر تعلیم و تربیت۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ ناظر امور عامہ۔ ناظر امور خارجہ۔ ناظر ضیافت۔ ناظر تالیف و تصنیف ناظر مقبرہ بہشتی۔ ناظم طبع و اشاعت۔ ان کے ماسوا دو مشین پریس ہیں۔ جو صرف احمدیہ مرکز کے ہی کام کرتے ہیں۔ اور بڑا عالیشان بک ڈپو۔ احمدیہ کتاب گھر نصیر بک ایجنسی۔ فاروق بک ایجنسی۔ احمدیہ کتب خانہ ہے۔ جن میں سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کی تجارت ہوتی ہے۔ ایک تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ دوسرا مدرسہ احمدیہ۔ تیسرا جامعہ احمدیہ (کالج) چوتھا گرلز سکول۔ آریہ ہائی سکول اور ڈی بی پرائمری سکول ان کے علاوہ ہیں۔ ایک نور ہسپتال دو بورڈنگ جن میں سینکڑوں کی تعداد میں طلباء بیرونجات رہتے ہیں۔ ان تمام دفاتر اور سکولز اور تاجران کتب و اخبارات کے علاوہ قادیان کی آبادی دن بدن اس قدر بڑھ رہی ہے۔ کہ پرانی آبادی سے نکل کر ایک ایک میل تک نئی آبادی پھیل گئی ہے۔ اور آئندہ پھیلتی چلی جارہی ہے۔ قادیان کی موجودہ حالت سے اندازہ لگالیا جائے۔ کہ یہاں سے کس قدر روزانہ ڈاک باہر جاتی اور آتی ہے۔ ان سب کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا دفتر ڈاک ہے۔ جس کی روزانہ ڈاک آنے اور جانے والی بہت بڑی تعداد میں ہوتی ہے۔ اس لئے قادیان کا ڈاک خانہ جس کی قریباً ۹۵ فیصدی آمدنی صرف احمدیہ جماعت قادیان کے ذریعہ ہوتی ہے۔ وہ اس قابل ہونا چاہیئے۔ کہ احمدیہ پبلک قادیان کو اس سے ہر طرح کی سہولت پہنچے۔ اور کوئی دقت نہ پیش آئے۔ لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ ڈاک خانہ کا عملہ بالکل ناکافی اور سارے کام کو ٹھیک وقت پر کرنے سے عاجز آچکا ہے۔ صرف ایک سب پوسٹماسٹر ہے جو تار کا بھی کام کرتا ہے۔ اور تین کلرک ہیں۔ اور صرف دو پوسٹمین۔ ڈاک روزانہ دو دفعہ تقسیم ہوتی ہے۔ جو کسی کو بھی وقت پر ملنی محال ہے۔ ہر ایک پوسٹمین کا حلقہ اس قدر لمبا ہے۔ کہ وہ چلتا چلتا لنگڑا ہو جائے۔ مگر باوجود بھاگ دوڑ کے بھی ڈاک کو بارہ ایک بجے دوپہر تک اور دوسری ڈاک کو تین چار بجے شام تک بمشکل تقسیم کرسکتا ہے۔ ڈاک خانہ کے کلرکوں کا یہ حال ہے۔ کہ وہاں ہر ایک کام والے کو باہر دیر تک کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ کوئی کلرک کسی وقت بھی اتنی فرصت نہیں پاسکتا۔ کہ وہ ہر ایک کو آتے ہی فارغ کرکے رخصت کردے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ کہ تمام عملہ ڈاک خانہ صبح قبل از طلوع آفتاب ڈاک خانہ میں پہنچتا ہے۔ اور رات کو سات آٹھ بجے تک لمپ جلاکر کام کرتا ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ کہ باوجود کافی آمدنی ہونے کے حکام ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ یہ بیچارے کلرک آخر انسان ہیں بیل یا لوہے کی مشین نہیں۔ کہاں تک کام کرسکتے ہیں۔ دو نو ہاتھوں سے جسقدر کام کرسکتے ہیں۔ وہ تو ان سے رات کے آٹھ بجے تک بھی ختم نہیں ہوتا۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ بہت جلد قادیان کی ڈاکخانہ کو کم از کم ایک کلرک اور ایک پوسٹمین ضرور موجودہ عملہ سے علاوہ دیا جاوے۔ ورنہ دن بدن کام کی زیادتی کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ ایک طرف پبلک کی شکایات بڑھ جائیں گی۔ دوسری طرف کوئی رضامندی سے اس ڈاک خانہ میں اپنا تبادلہ منظور نہ کرے گا۔ امید ہے۔ کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن ہماری اس عرضداشت پر فوری توجہ فرماکر ہم کو اور پبلک کو جس کی نمائندگی ہم کر رہے ہیں۔ شکریہ کا موقعہ بخشینگے۔ اور جلد سے جلد ایک کلرک اور ایک پوسٹمین زائد کردینگے ؛

صدر انجمن احمدیہ قادیان توجہ فرمائے

احمدیہ عیدگاہ جو قادیان کے جانب مغرب واقع ہے۔ جہاں ہر سال نماز عید ادا کرنے کیلئے قادیان کے تمام احمدی مرد و عورتیں اور گرد و نواح کے احمدیوں سے علاوہ قریب قریب بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور وغیرہ تک سے احمدی اپنے امام کی اقتدا میں دوگانہ عید ادا کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مرکز کی عیدگاہ بلحاظ اپنی نوعیت کے نہایت صاف اور ستھری اور ہموار ہو۔ مگر نہایت افسوس سے دیکھا گیا۔ کہ ۲۰ فروری کو عید الفطر کی نماز کیلئے جب وہاں احمدیوں کا اجتماع ہوا۔ تو وہاں ایک بلاس اور جھاڑیوں کا خاردار جنگل نظر آیا جس کی سطح ناہموار اور ہر طرف جنگلی درختوں نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ جابجا گڑھے تھے۔ اور اونچی نیچی زمین کا صرف ایک قطعہ باقی رہ گیا ہے۔ اور سب درختوں نے دبالیا ہے۔ اسی طرح ملحقہ زمین والوں نے جو جانب غرب واقعہ ہیں اپنی زمینوں کی مینڈھیں عیدگاہ کی زمین کو دباکر آگے بڑھالی ہیں۔ اور ایک طرف کسی نے اپنی قبروں کو عیدگاہ کی حد سے آگے تک بنانا شروع کردیا ہے۔ اس سے اندیشہ ہے۔ کہ چند سال میں غیروں کا قبضہ ہوکر احمدیوں کی عیدگاہ گھٹتے گھٹتے نہایت مختصر رہجائیگی۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد تر عیدگاہ مذکور کی باقاعدہ درستی کرائے۔ اور تمام درخت وغیرہ کٹوا کر زمین ہموار کرادے۔ اور اس کی حدبندی پر روئے کاغذات سرکاری کراکر اس کو آباد کرنے کی صورت فرمائے۔ اور جن زمینداروں نے اپنی مرضی سے بلا روک ٹوک عیدگاہ کی زمین دباکر حدبندی کرلی ہے۔ اس کو گروا کر صحیح حدبندی کرادے۔ امید ہے۔ کہ اس پر فوری توجہ ہوگی ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۱ء

احمدی مشن

اتمام الحجۃ علی المخالفین

(منجانب غلامان مسیح موعود علیہ السلام)

لعنت اللہ علی من اعرض عن ھذا او ابٰی
و رحمۃ اللہ علی من قبل و اتّٰی

مولوی محمد حسین بٹالوی پر آخری حجت

یعنے

بلا شرط مباہلہ کی دعوت

اور

دو ہزار پانچسو پچیس روپیہ آٹھ آنہ کا انعام

یہ امر بوضاحت بیان ہو چکا ہے۔ کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہی جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی تکفیر کا اصل محرک اور بانی ہوا ہے۔ اور باقی تمام مکفرین نے اس کی یا اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی کی پیروی کی ہے۔ اس لئے اسی کو اس درخواست مباہلہ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ چونکہ اس نے حضرت اقدس مرزا صاحب سلمہٗ ربہٗ کی تکفیر پر حد سے زیادہ زور مارا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ اپنی ناکامیوں اور حضرت اقدس کی کامیابیوں کو بارہا دیکھ چکا۔ اور بہت سے نشانات بھی ملاحظہ کر چکا ہے۔ مگر اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتا۔ اسلئے اس کو مباہلہ کی دعوت کی جاتی ہے۔ جو آسمانی اور خدائی فیصلہ ہے۔ یہ مباہلہ بدون کسی قسم کی شرط کے ہوگا۔ اور ایک سال کے اندر نتیجہ مباہلہ ہمارے حق میں نہ ہوا۔ اور ایک اثر قابل اطمینان ہماری تائید میں ظہور میں نہ آیا۔ تو رقم مندرجہ بالا جو پہلے سے جمع کرا دی جاویگی۔ ان کو بطور نشان کامیابی ان صاحبوں کی طرف سے دیجاویگی۔ جنہوں نے وہ مقرر کی ہے:۔

لہذا اب ہم پنجاب کے ان معززین کو جناب میاں محمد حسین کو جانتے ہیں۔ اور ان سربرآوردہ حضرات کو جن کی شیخ صاحب سے آشنائی ہے۔ اور ان خدا ترس لوگوں کو جو اسلام میں تفرقہ اور فتنہ پسند نہیں کرتے۔ مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ خلق اللہ پر رحم کریں۔ اور ان کو پریشانی اور گھبراہٹ میں نہ رہنے دیں۔ وہ میاں محمد حسین صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کریں۔ تاکہ یہ آئے دن کا جھگڑا ایک سال کے اندر طے ہو جائے کاذب مفتری خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے آکر دنیا سے اوٹھ جاوے۔ یا کسی شدید عذاب میں مبتلا ہو کر صداقت پر مہر کر دے۔ اس پر بھی اگر میاں محمد حسین انکار کریں۔ اور مباہلہ کے لئے مرد میدان ہو کر نہ نکلیں۔ تو پھر

اے آسمان گواہ رہ اور اے زمین سُن رکھ

کہ حجت پوری کر دی گئی۔ اور ہم تمام اہل اسلام کیخدمت میں نہایت ادب سے التماس کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر اب بھی میاں محمد حسین صاحب فیصلہ کی سیدھی راہ پر نہ آئیں تو آپ پھر خود انصاف کر لیں۔ کہ سچ کس کے ساتھ ہے۔ اور آئندہ اپنی زندگی کے چند عارضی اور بے بنیاد دونوں کے لئے اس سلسلہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جس کو خدا تعالےٰ نے محض تمہارے ہی روحانی فائدہ کے لئے قائم کیا ہے۔ بالآخر ہم پھر میاں محمد حسین صاحب کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بدوں کسی قسم کی شرط کے عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم آپ سے مباہلہ کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا خوف اور یوم الجزاء پر ایمان ہے۔ اور مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو۔

تو پھر آؤ اور مرد میدان بن کر مباہلہ کر لو

ضروری یادداشت

۱۔ میاں محمد حسین بٹالوی کو اختیار ہوگا۔ کہ آخر نومبر سنہ ۹۸ء تک کسی وقت منظوری مباہلہ کی درخواست مطبوعہ یا تحریری بصیغہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدیں۔ ۲۔ ان کی درخواست کے موصول ہونے بعد تین ہفتہ کے اندر کل روپیہ انجمن حمایت اسلام لاہور یا اگر وہ چاہیں۔ تو بنگال بنک میں جمع کرا دیا جاویگا۔ ۳۔ روپیہ جمع کرا دینے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر تاریخ مقررہ ہو کر بمقام بٹالہ بلا کسی قسم کی شرط کے مباہلہ ہو جاویگا۔ یعقوب علی تراب

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۷۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی

فاروق کے متعلق سفارش

دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء کے سالانہ جلسہ پر حضور نے فاروق کی توسیع اشاعت کے متعلق حسب ذیل سفارش فرمائی:۔

"اخبار فاروق اپنے مضامین کے لحاظ سے جماعت میں بے ضرورت نہیں مجھے اکثر اس کے مضامین کے دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور میں ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ باوجود الفضل اور دوسرے اخبارات کے فاروق کی ضرورت ہے۔ کیونکہ فاروق میں ایسے مسائل پر بحث ہوتی ہے۔ کہ جو الفضل اور ان دوسرے جرائد میں جو انجمن کیطرف سے شائع ہوتے ہیں اس رنگ میں بحث نہیں کیجا سکتی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ فاروق نقائص سے پاک ہے۔ اور اسمیں ترقی کی گنجائش نہیں۔ کئی ترقیوں کی ضرورت ہے۔ مگر باوجود نقائص کے مفید اخبار ہے۔ اور اسکی سفارش کرنیسے میں ہچکچاتا نہیں۔ پس میں دوستوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ اسکی خریداری بڑھائیں" (بلفظہ الشریف)

ایڈیٹر۔ دوستوں کو اس سفارش کا احترام کرتے ہوئے فاروق کی توسیع اشاعت پر ممکن سے ممکن کوشش کر کے ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ ۵ مارچ سنہ ۳۱ء تک فاروق کی خریداری پر غیر معمولی رعایت کا اعلان صفحہ ۴ کالم ۳ پر ملاحظہ کریں:

اخبار فاروق قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۱ء
نمبر ۴۳ جلد ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مجدد کامل پر سرسری نظر

(۲)

(از فخر ملتانی)

اگرچہ حضرت خواجہ صاحب کے مکاشفات کی وہ صحیح تفسیر اور حقیقی تعبیر ہی جو فاروق کے گذشتہ پرچہ میں ہم کر چکے ہیں۔ ان کی تمام کتاب "مجدد کامل" کی حقیقت اور من وعن پر کافی روشنی ڈال رہی ہے۔ تاہم چونکہ بوجہ طوالت علالت کے غیر معمولی اثر کے حضرت خواجہ صاحب کی قلم سے بعض ایسے امور نکل گئے ہیں۔ جن کو اصلاح عام میں لوگ سیاہ جھوٹ سے موسوم کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی اصلیت کا اظہار۔ اور قبالہ خواجہ صاحب کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ازبس ضروری ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کے تازہ مکاشفات جو ایک طویل بیماری کے غیر معمولی مجاہدہ کے ماتحت واقع ہوئے ہیں۔ اکارت نہ جائیں۔ بلکہ اکسیر کا کام دیں۔

خواجہ صاحب کا آخری سنبھالا

قبلہ خواجہ صاحب نے اپنی تصنیف "مجدد کامل" کو دراصل دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے۔ اول اپنا عام مشن جس کا ظاہری نام انہوں نے لنڈن مشن رکھا ہوا ہے۔ دوم ان غلط فہمیوں کا ازالہ جن میں غیر احمدی پبلک خواجہ صاحب کے حضرت مرزا صاحب سے سابقہ تعلقات مریدی کے باعث مبتلا ہو کر حضرت خواجہ صاحب کے عام مشن میں روکیں ڈالتی رہتی ہے۔ اسی ضمن میں حضرت خواجہ صاحب نے قبلہ محمد علی صاحب کی طرح نبوت وکفر واسلام اور ضرورت بعیت مسیح موعود وغیرہ تمام ایسے خصوصی امور پر اپنے طرز کی بحث فرماتے ہوئے عقائد سابقہ میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کی سعی ناکام فرمائی ہے۔ جو واقعی قابل داد تھی۔ اگر قبلہ محمد علی صاحب ان سے پہلے اس قسم کی مساعی جمیلہ کا اظہار نہ کر چکے ہوتے۔ مگر چونکہ قبلہ محمد علی صاحب اس تبدیلی عقائد کے خار دار جنگل میں گامزن ہو کر اس کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اور ہر دور ونزدیک کے دوستوں کو بھی چکھا چکے ہیں۔ اس لئے حضرت خواجہ صاحب مجھے اس نتیجہ پر پہنچنے میں معذور سمجھیں گے۔ کہ خواجہ صاحب کے اس تبدیلی عقائد میں نہ ہی کوئی ایجاد بندہ نظر آتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی تمکنی بلکہ اس پندرہ سالہ قبل کی چخ چخ اور قبلہ محمد علی کے پس خوردہ کا اعادہ کر کے حضرت خواجہ صاحب نے خواہ مخواہ اپنی لطیف کتاب کے تین چوتھائی اعلےٰ درجہ کے سفید کاغذوں کی روسیاہی کی ہے۔ خاموشی سے الگ تھلگ اپنا دال دلیا کرتے جاتے۔ یا زیادہ سے زیادہ احمدیت سے بیزاری اور بریت کا رہی خاموش مسلک اختیار کئے رہتے۔ جو آنمخدوم نے مصر اور دیگر بلاد غربیہ اور ہندوستان کی بعض گنج بخش ریاستوں میں اب تک رکھا ہے۔ کیونکہ وہ طبقہ ایسا ہے۔ جو ایک خواہ مخواہ معتبر جیسے انسان کی منہ سے نکلی ہوئی بات کو عام شرفاء کے اصول کے ماتحت جھٹلانے کے لئے طیار نہیں ہوتا بلکہ وہ ضرورت سے زیادہ حسن ظنی سے کام لیتے ہیں۔

ہماری مجبوری

مگر معلوم حضرت خواجہ کس مصلحت مخفیہ کے ماتحت پھر از سر نو حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق بعض خصوصی مسائل کی الجھنوں میں پڑ کر جماعت احمدیہ سے برسر پیکار ہوئے۔ اور خواہ مخواہ ہم کو بھی ترغیب دی۔ کہ ہم مجبور ہو کر محض اپنے ڈیفنس کی خاطر حضرت خواجہ صاحب کی سابقہ تصنیفات کی ورق گردانی کر کے وہ کچھ نامرغوب اور مصلحت وقت کے خلاف مواد نکال کر پبلک میں پیش کریں۔ جو حضرت خواجہ صاحب کے عام مشن میں خدانخواستہ کسی قسم کے نقصان کا باعث ہو۔ اور اگر حضرت خواجہ صاحب کی غرض ان حرکات بے وقت سے اندرونی اصلاح تھی۔ تو قبلہ خواجہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ابتدائے اختلاف میں ہی جبکہ آنمخدوم ۱۹۱۵ء میں ولایت سے آئے ہی تھے۔ تو احمدیہ بلڈنگ کے مختصر سے سالانہ جلسہ میں اپنے رنگ کی ایک دھواں دھار تقریر چھپوا کر پڑھی تھی۔ اور جس کی سماعت بگوش خود کار فخر آنمخدوم کے اس دیرینہ نیازمند فخر کو بھی حاصل ہے۔ اس میں حضرت والا نے وہ سب کچھ رطب ویابس بھر دیا تھا۔ جو آنمخدوم نے اس "مجدد کامل" میں اندرونی اختلاف کے علاج کے لئے پھر زیب رقم فرمایا ہے۔ پس قبلہ خواجہ صاحب! اب وہ کونسی کمی تھی۔ جس کو پورا کرنے کے لئے آپ نے اس رسالہ کو ترتیب دینے کی مالا یطاق تکلیف فرمائی۔ کیا قبلہ محمد علی صاحب سے آپ اس بارے میں بڑھ کر لکھ سکتے ہیں۔ قبلہ موصوف نے اپنی ساری لیاقت کا زور ناخنوں تک انہی مسائل کی الجھنوں میں لگا ڈالا۔ اور سینکڑوں صفحات کی روسیاہی کی بھرمار کر دی۔ آپ تو خیر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے افریقہ اور بلاد غربیہ اور ہندوستانی ریاستوں کے طول طویل سفروں کے غنائم وعزائم میں مبتلا رہکر بے حد عدیم الفرصت رہے۔ مگر قبلہ مولوی صاحب مدظلہ تو شب و روز اسی غم وفکر میں اپنا رنگ وروپ بھی کھو بیٹھے۔ اور آخر کار وہ بھی تبدیلی عقائد کے دلدل میں ایسی بری طرح پھنسے۔ کہ جوں جوں ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ توں توں زیادہ نیچے ہی نیچے جا رہے ہیں۔

امیر پیغام کی دروغگوئی

یہاں تک کہ انہوں نے اپنے تبکرار مستعملہ الفاظ نبی ورسول کو لانبی اور لارسول ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی۔ لیکن جب اس میں کچھ پیش نہ گئی۔ تو اب پندرہ سال کے بعد ان کو ریویو کا پہاڑ کھود کر سات حوالوں کی ہلدی کی گٹھی ملی۔ بس کیا تھا۔ پھولے نہ سمائے۔ اور جھٹ قادیانیوں کو کوسنا شروع کیا۔ کہ قادیانی اپنے مطلب کے حوالے پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر میرے مطلب کے یہ حوالے پیش نہیں کرتے۔ اور صاف لکھدیا۔ کہ ان سات حوالوں میں سے "بعض میری تحریریں" ہیں۔ اس قسم کا فقرہ بلاد غربیہ اور دیگر ہندوستانی ریاستوں میں تو خاموشی اور بے جا حسن ظنی سے تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ مگر احمدی پھر قادیانی احمدی جو بال کی کھال نکالنے والے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کسی بات کو اندھا دھند ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتے۔ یہ کب مان سکتے تھے۔ انہوں نے بغور ان "مطلب کے حوالجات" کا مطالعہ کیا۔ تو اول تو ان میں سے ایک بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطلب کا حوالہ نہ نکلا جس سے یہ ثابت ہوتا۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب جو پہلے قادیانی لائف میں حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی و رسول تسلیم کرتے رہے ہیں۔ اس سے مراد لانبی ولا رسول تھی۔ دوسرے سب سے بڑھکر سیاہ جھوٹ یہ کہ قبلہ محمد علی صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ ان سات حوالوں میں سے "بعض میری تحریریں ہیں" حالانکہ ایک بھی حوالہ یا لفظ قبلہ محمد علی صاحب کی قلم سے نکلا ہوا نہ ثابت ہوا۔ بلکہ ساتوں کے ساتوں حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات آئینہ کمالات اسلام وغیرہ میں سے ہیں۔ پس یہ کس قدر رنج کا مقام ہے۔ کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ پھر سالہا سال تک ایک مجدد وقت کے پیروں کے سایہ میں رہا ہو۔ پھر ابھی حال ہی میں انگریزی اور اردو میں عظیم الشان تفسیر القرآن شائع کر کے مفسر القرآن مشہور ہو۔ اور ابھی صحیح بخاری کی تشریح زیر طباعت ہو۔ پھر ایک گروہ کا خود ساختہ اور مفروضہ (خواہ برائے نام ہی سہی) امیر ہو۔ اتنا قبیح جھوٹ بولے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو اپنی طرف منسوب کرے۔ العیاذ باللہ۔ میرا خیال ہے کہ قبلہ خواجہ صاحب بھی باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر اس رنج اور افسوس میں مجھ سے متفق ہونگے۔ ہاں اگر زبانی یا دیگر بلاد بعیدہ میں قبلہ محمد علی صاحب جاکر اس قسم کا جھوٹ سچ بولتے۔ تو چنداں قابل گرفت نہ تھا۔ مگر غضب تو یہ ڈھایا۔ کہ اپنے سرکاری "گزٹ" "پیغام صلح" میں نہ ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ اپنے نام سے اس مضمون کو شائع کر دیا۔ ورنہ کم از کم اتنا ہی کر لیتے۔ کہ مضمون خواہ خود رقم فرماتے۔ مگر نام ایڈیٹر وغیرہ کا درج کر دیتے۔ آخر حسب ضرورت پہلے بھی تو اس طرح عمل کر لیا جاتا ہے۔

امیر پیغام کیلئے ڈبل مشکل

قبلہ محمد علی کے اس فعل کا نتیجہ کیا ہوا یہی کہ اس جدوجہد میں تبدیلی عقیدہ کے لایحل عقدہ کے علاوہ دوسری مشکل اب یہ آپڑی ہے۔ کہ عرصہ دراز کی تگ و دو کے بعد سات حوالے اپنے مطلب کے ملے بھی تھے۔ وہ نہ صرف اپنے مطلب ہی کے نہ رہے۔ بلکہ مزید یہ کہ ان کا ایک صریح جھوٹ ثابت ہوا۔ اور خواہ مخواہ بیگانوں اور بیگانوں میں رسوا ہوئے۔ کیونکہ "جھوٹ" ان اخلاقی افعال شنیعہ میں سے ہے۔ جن کو ہر قوم و ملت یہاں تک کہ لامذہب بھی گندگی سے تشبیہ دیتے ہیں۔

پھر آپ نے اخبار فاروق مورخہ ۱۲ فروری کے مضمون سے جو آپ کو بھیجا گیا تھا معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ جناب مولوی صاحب کے فریق ثانی نے قبلہ مولانا کا جھوٹ کھولتے ہوئے ایک اور شاخسانہ تکفیر اہل قبلہ کا بھی کھڑا کر دیا۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب قادیانی لائف میں حضرت مرزا صاحبؑ کو نہ صرف نبی و رسول۔ احمد آخر زمان۔ پیغمبر آخر زمان اور انبیائے سلف جیسا نبی ہی تسلیم کرتے رہے ہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والوں کو یہودی۔ عیسائی۔ کافر۔ خارج از اسلام بھی فرماتے رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی۔ کہ بدون حضرت مرزا صاحبؑ کی پیروی کے کوئی خواہ لاکھ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو۔ حضرت خاتم النبیینؐ کو بدل مانتا ہو۔ مگر سب بیکار ہیں۔ جب تک حضرت مرزا صاحبؑ جو زمانہ کے نبی و رسول ہیں۔ ان کی اتباع نہ کرے۔ نجات ناممکن۔ اور نہ ہی مومن اور مسلمان کہلا سکتا ہے۔ بلکہ قبلہ مولانا موصوف نے تو یہاں تک لکھدیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے انکار کرنے سے انسان تمام انبیاء کا منکر اور کافر بن جاتا ہے۔

دیکھا خواجہ صاحب! حق کی مخالفت اور باطل پر اصرار انسان کی کس طرح قلعی کھولتا ہے کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

اب قبلہ محمد علی صاحب پر تین بوجھ ناقابل برداشت قائم ہو گئے۔ اوّل تبدیلی عقیدہ۔ دوم حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو اپنی جبلانے والا کذب صریح۔ سوم تکفیر اہل قبلہ۔ اب جب تک قبلہ مولوی صاحب ان تینوں بوجھوں سے خواہ اعتراف ذنب کر کے اور خواہ سابقہ عقائد سے کھلم کھلا انقلاب ظاہر کر کے سبکدوش نہ ہوں۔ محمودیوں کا یہ قرضہ مولانا قبلہ کے ذمہ تا قیامت رہے گا۔

آمدم برسر مطلب

اب قبلہ خواجہ صاحب! گستاخی معاف۔ آپ بھی اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔ اور خواہ مخواہ اپنے تئیں ایک شیر کے منہ میں ڈالا ہے۔ آپ نے ابھی ابھی ایک مہلک بیماری سے رستگاری حاصل کی تھی۔ اور بموجب آپ کے مکاشفہ ۱۲ کے جناب کو مہلت ملی تھی۔ کہ آپ اب وہ کام کرتے جس کا آپ کو مکاشفات طیبہ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ اور ایک "صحیفہ اصفیہ" اور لکھ مارتے۔ تو میرا ایمان ہے۔ کہ ایسی کتاب کے اثنائے اشاعت میں ہی آپ کو بذریعہ مکاشفہ رضوان اللہ کا سارٹیفکٹ مل جاتا۔ مگر آپ نے نادان دوستوں کے کہے کہائے یہ کیا لکھ مارا۔ کیا آپ کو کسی مکاشفہ میں یہ بھی اشارہ ہوا ہے۔ کہ آپ کو بہت لمبی مہلت ملی ہے۔ میرا حسن ظن ہے۔ کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہوگا۔ تو پھر جب آپ کو اس عطا شدہ مہلت کا ایک دم کا بھی بھروسہ نہیں۔ تو قبلہ خواجہ صاحب عقلمندی اور سلامتی کی راہ یہی تھی۔ کہ آپ ان مکاشفات کو اشارات ربی سمجھکر ان کے لفظ لفظ پر عمل کرنا شروع کر دیتے۔ اور صحیفۂ اصفیہ اور بنگال کی دلجوئی والے نبی قادیان اور نبی ہندوستان اور مرسل اور رسول اور برگزیدہ رسول جو نذیر اور بشیر ہو کر آیا۔ اور جس کو نہ ماننا قرآن مجید کا مکذب اور مکفر بننا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر مرزا صاحب کو نہ ماننا قرآن مجید کو نہ ماننا ہے۔ پس اسی ذیشان نبی کے حالات کی اشاعت اور تبلیغ میں مصروف ہو جاتے۔ تاکہ ملک الموت بھی جاکر آپ کے حق میں یہی گواہی دیتا۔ کہ بوقت قبض روح حضرت خواجہ صاحب نبی وقت کی تبلیغ میں مصروف تھے۔ مگر بالعکس اس کے آپ نے کیا کیا؟

خواجہ بہ ترکستان میرود

آپ نے الٹی راہ اختیار کی۔ اور بجائے اس نبی وقت کے حالات کی اشاعت کرنے کے ان کے دعاوی اور تبلیغ کو اور زیادہ دھندلے اور مشکوک رنگ میں پیش کیا۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے اس نبی وقت کے حالات کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ وہ کب چپکے بیٹھ سکتے ہیں۔ وہ کب اس دھندلاہٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تشکک بیان کو قائم رہنے دے سکتے ہیں۔ وہ تو یقیناً ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۲ء والے خواجہ کمال الدین کی تصنیفات طیبہ صحیفہ آصفیہ اور بنگال کی دیباچہ وغیرہ کی اشاعت کرینگے۔ خواہ آپ کتنے ہی ناراض کیوں نہ ہوں۔ اور کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں تو آپ کے مکاشفات طیبہ پر پورا پورا ایمان رکھتا ہوں۔ ان کی تعمیل نہ صرف آپ پر فرض ہے۔ بلکہ ہم بھی ان کی تعمیل کرنا سعادت دارین کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ سے ہمارا رشتہ تعلقات کی بناء پر آپ کے حق میں بطور کفارہ کے ہم ہی اپنی توفیق کے مطابق خواہ جزئی طور پر ہی سہی آپ کے مکاشفات کی تعمیل میں آپ کی سابقہ تصنیفات کے اقتباسات کو وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہینگے۔ تاکہ ایک طرف اگر ہم کو ثواب حاصل ہو۔ تو دوسری طرف آپ بھی اس لحاظ سے کہ وہ تحریرات آپ کے دل و دماغ کا نتیجہ ہیں۔ اس ثواب میں شریک ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؛ (باقی آئندہ)

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

"ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

"گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو"

اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے۔ کہ اگر انسان ایک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو پھر اس کو اس سے بڑھکر گناہ کرنیکی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ احمدیوں میں سے جن لوگوں نے خلافت حقہ کا انکار کیا۔ ان کی غیرت اور حیثیت مذہبی روز بروز برباد ہوتی چلی گئی۔ یوں تو پیغام پارٹی کے امیر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے" ہم سابقین کو بار بار توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ کہ:۔

"خدارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو پڑھو"

لیکن لا تسأل عن المرء و اسأل عن قرینہ
فکل قرین یعرف بالمقارن۔ یعنی تو کسی کے حالات

معلوم کرنے کے لئے اس کی بابت مت پوچھ۔ بلکہ اسکے ہم نشین اور دوستوں کے متعلق پوچھ کہ ہر ایک آدمی اپنے ہم نشین سے پہچانا جاتا ہے ؎

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا ہم کو بار بار مخاطب کرنا بالکل فضول اور لغو ہے۔ جس کی ایک ادنیٰ مثال حسب ذیل ہے:۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر عمل کرنے کے ہم اور وہ ہر دو مدعی ہیں۔ لیکن اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ فی الواقع کونسا فریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر عمل کرتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو ..... کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے .... جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا .. پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے"

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۸)

یہ حضرت مسیح موعود کا فرمان ہے۔ جس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جناب مولانا ایم۔ اے کا مایۂ ناز پیغامی دوست جناب مولانا عطا محمد صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ بنگہ ضلع جالندھر نے مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء کو غیر احمدیوں کی مسجد میں جاکر (جو کہ مکفر اور مکذب ہیں) اور ان کے ساتھ ملکر ان کے غیر احمدی مکفر اور مکذب (یا بقول ان کے متردد) امام کے پیچھے نماز جمعۃ المبارک ادا کرتا ہوگا اپنے اعمال حبط کرتا ہے۔

ناظرین یہ ہے۔ جناب مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت پیغامی پارٹی کی اتباع کا ثمرہ اور پیغامی درخت کا پھل۔ کیا آئندہ مولانا موصوف ایم۔ اے۔ بجائے ہمکو مخاطب کرنیکے بموجب فرمان باری تعالےٰ "وانذر عشیرتک الاقربین" پ ۱۹ ع ۱۵ آیت ۲۱۵ اپنے گھر کا فکر کرکے اپنے مریدوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کرنیکی تلقین کرینگے۔ لیکن ہمیں امید نہیں کہ حضرت مولانا صاحب ایم۔ اے اس کی طرف ادنیٰ سی توجہ بھی کریں۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حبک الشیء یعمی و یصم۔ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اس کے مطابق باطل کی حمایت میں انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اور اندھے ہو کر ہمارے آقا، نامدار حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مقدس ذات بابرکات کے اوپر نہایت ہی گندے اور کمینے اور جھوٹے اتہامات کی اشاعت کرنا دنیا میں اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں ؛

میرا خیال ہے۔ کہ "پیغام صلح" امن ڈاکٹر مجبوط الاعمال کو بھی ناتجربہ کار کہکر اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریگا۔

دیدہ باید ؛

(فضل الدین سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر)

۵ ماہ تک فاروق کی خریداری پر انعام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی سفارش مندرجہ صدر کے احترام میں جو دوست فاروق کے جدید خریدار ہونگے۔ ان کو چار روپیہ چھ آنہ سالانہ چندہ ادا کرنے پر مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جس میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وصال تک کے اشتہارات جمع کر دیئے ہیں قیمتی عہ اور تنقید صحیح بابیہ فرقہ کے رد میں قیمتی ۸ر دو روپیہ کی کتابیں مفت بطور انعام دیجائینگی۔ اور جو چھ ماہ کے لئے خریدار ہوں۔ ان کو ۵ر عدد اشتہاری چندہ ادا کرنے پر ہدایات زرین فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قیمتی ۱۰ر اور النبوۃ فی الالہام روپیہ یا میاں نعیمی ۲ر ایک روپیہ کی کتابیں مفت انعام ملیں گی۔ جو بذریعہ وی پی ارسال ہونگی احباب اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ ینجلس ؛ مینجر فاروق قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

ایڈیٹر آریہ مسافر کی حماقت کا اظہار

زبان کھولیں گے ہم پر بدزباں کیا بدشعاری سے
کہ ہم نے خاک بھردی انکے منہ میں خاکساری سے

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق عطا کی۔ کہ اپنے بھولے بھٹکے آریہ مترووں کو راہ ہدایت کی طرف بلاؤں ان کو غلطیوں سے آگاہ کروں۔ شربت حیات پلاؤں۔ یہی وجہ ہے۔ جس نے مجھے مجبور کیا۔ کہ آریہ دوستوں کو بار بار مقابلے کے لئے بلاؤں۔ بہت مدت تک ہمارے آریہ دوستوں نے اس تلخ پیالے کو ٹالنے کی کوشش کی۔ کیونکہ یہ ایسا تر نوالہ نہ تھا۔ کہ آریہ سماج آسانی سے اس کو نگل سکے۔ اس لئے مجبوراً آریہ سماج کے مایہ ناز مہاشہ چرنجی لال جی پریم نے میرے سوالات کا ردّ لکھنے کی بے سود کوشش کی۔ اور آریوں کی اشک شوئی کرنا چاہا۔

آریہ مسافر کا پریم

چنانچہ آپ رسالہ آریہ مسافر فروری ۱۹۳۱ء میں یوں اپنے قابل رشک مہرشی سے حاصل شدہ تہذیب کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ:۔

"یونتو مرزائیوں میں فضول گو اور فضول نویس انسانوں کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن مسٹر فتح محمد احمدی شرما کراچی والا اس فن میں سب پر گوئے سبقت لے گیا ہے۔ آپ "تھوتھا چنا باجے گھنا" کی ضرب المثل پر عمل کرتے ہوئے دنیا بھر کے آدمیوں (آریوں) کو مقابلے کے لئے للکارتے ہیں۔ لیکن آپ کی علمیت اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے۔ کہ ایک معمولی سی بات کو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ آپ نے فاروق مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۱ء میں ایک مضمون بعنوان "ویدوں میں تحریف ہوگئی" شائع کرایا ہے۔ مگر اس تحریف کے لئے ثبوت کیا ہے ملاحظہ ہو "سائن وغیرہ۔ زمانہ حال کے پنڈتوں نے پران کی کتھاؤں کو جو اُن کے ذہن میں سمائی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ ویدوں میں داخل کردیا ہے" (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا) گویا یہ حوالہ دیکر آپ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ سائین وغیرہ نے ویدوں میں تحریف کردی ہے۔ حیرت ہے۔ کہ جو اس قدر عقل و فہم کے مالک ہیں۔ کہ اس معمولی سی عبارت کو بھی نہ سمجھ سکیں۔ وہ ویدوں پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ ان سطور کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ سائین وغیرہ کے دماغ پر پورانک کتھائیں سوار تھیں۔ اسلئے انہوں نے وید منتروں کا ارتھ کرتے ہوئے ان میں سے یہ کتھائیں نکالی ہیں۔ . . . . . آپ نے فاروق مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۱ء میں "وید دنیا سے مٹ گئے" کے لایعنی عنوان سے ایک زٹیل سا مضمون لکھا ہے۔ جس کے آخیر میں آپ لکھتے ہیں۔ "آریو اٹھو۔ تم کو حضرت محمود کا ایک ادنیٰ ترین خادم مقابلہ کے لئے پکار رہا ہے۔ اے آریہ سماج کے تمام ممبرو اگر تم میں ذرہ زندگی ہے۔ تو میدان میں نکلو اور ضرور نکلو" اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ آپ کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔ . . . . لیکن اگر فی الحقیقت آپ اپنی تسلی ہی کروانا چاہتے ہیں۔ تو آریہ سماج کا ہر ایک سپاہی آپ کی خاطر تواضع کرنے کے لئے حاضر ہے جس بھی مضمون پر اور جس بھی طریق پر آپ چاہیں مناظرہ کرسکتے ہیں"

پریم پاگل ہے یا مکار

مہاشہ جی! میں نے آج تک کوئی ایسا شریف اور مہذب انسان نہیں دیکھا۔ جو فضول نویس انسان کی بات کو معقول سمجھکر تردید کرتا ہو۔ یا فضول گوئی کو اپنے لئے نقصاندہ سمجھتا ہو۔ فضول گو کی بات پاگل کی بڑ سے زیادہ وقعت حاصل نہیں کرسکتی۔ اسلئے یہ ثابت ہوا۔ کہ جو انسان ایک طرف تو یہ کہتا ہے۔ کہ فلاں آدمی فضول گو ہے۔ اور دوسری طرف اس کی تردید کرنے کے لئے قلم کو حرکت میں لاتا ہے۔ خود فضول گو اور فضول نویس سے بڑھکر فضول نویس اور فضول گو ہی نہیں۔ بلکہ پاگل ہے یا مکار فریبی یا جھوٹا ہے۔

مہاشہ جی! آپ کے اس کہنے سے کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو گوشت اور شوربے سے بہت رغبت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ پدی کے گوشت اور شوربے سے تسلی حاصل نہیں کرسکتے اسلئے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کسی کالی دیوی کے مندر میں جایا کریں۔ وہاں آپ کو خوب خاطر تواضع ہوجایا کریگی۔

مناظرہ تحریری ہوگا

مہاشہ جی! مجھے آپ کی یہ مندرجہ بالا عبارت پڑھکر کہ "جس بھی مضمون پر اور جس بھی طریق پر آپ چاہیں مناظرہ کرسکتے ہیں" بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ میں آپ کی منظوری چیلنج کو ایک بار نہیں سو سو بار قبول کرتا ہوں۔ اسلئے میں تحریری مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور آپ کی جرأت کی داد دیتا ہوں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آپ کی علمیت تو اس فقرہ سے ہی معلوم ہوگئی ہے۔ کہ جابجا ویدوں میں داخل کردیا ہے کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ویدوں کے منتروں کا ترجمہ کرتے ہوئے ان میں سے یہ کتھائیں نکالی ہیں۔ رگوید ادی بھاشیہ بھومکا۔ ویدوں کے ترجمہ کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ صاف لکھا ہے۔ کہ ویدوں میں جابجا داخل کردیا ہے۔ وہاں تو منتر کا نام تک بھی نہیں۔ چہ جائیکہ ترجمہ کا لفظ اس حوالہ سے نکل سکے

مہاشہ پریم کی جہالت

پہلی جماعت کا بچہ بھی یہ جان سکتا ہے۔ کہ آپ غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کو یہ کہا جائے۔ کہ اردو کے پہلے قاعدے میں جابجا اب ت کو داخل کردیا ہے۔ تو بچہ ہرگز یہ نہ خیال کریگا۔ کہ اردو کے قاعدے میں اب ت نہیں۔ بلکہ اردو کے قاعدے کے ترجمے میں ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

مہاشہ جی! اگر سچ مچ آپ کو اپنی منظوری چیلنج کا کچھ پاس ہے۔ تو مناظرے کو شروع کرتا ہوں۔ جواب کے لئے تیار ہوجاؤ۔ تا دنیا کو معلوم ہوجائے۔ کہ آپ کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا دھرا ہے۔ اگر آپ نے اس سلسلہ کو شروع کر دیا۔ تو عنقریب نہ صرف آریوں کو بلکہ تمام دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماج ویدوں کے خلاف جا رہا ہے۔ اور سوامی دیانند جی مہاراج ویدوں کے مخالف ہی نہ تھے۔ بلکہ کٹر دشمن تھے۔ مثلاً:۔

"دوجوں (آریوں) میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ صـ۱۴۳)

دیانندی اپنے گرو کے خلاف ہیں

اس جگہ سوامی دیانند مہاراج یہ کہتے ہیں۔ کہ بیوگان کا دوسرا بیاہ ازروئے وید وغیرہ ناجائز ہے اور اس کے آگے اپنے چند بیوہ کی شادی کے نقائص بھی بتلائے ہیں۔ لیکن اس کو تردید بھی کی جاتی ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ کوئی ایرا غیرا تردید نہیں کرتا۔ بلکہ آریہ پرتی ندھی سبھا کا مایۂ ناز ایڈیٹنگ تردید کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"پنڈت نسارام جی ایڈیٹنگ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ویدوں، سمرتیوں اور اتہاس میں سے استری کو دوسرے پتی کے ادھیکار کے متعلق بہت سے پرمان دیئے"

(آریہ ویر لاہور ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء صـ۱۲ کالم ۱)

پریم جی دیکھئے۔ کس عمدگی سے پنڈت نسارام جی نے دیانند جی کا کھنڈن کر کے ان کے غلط عقیدے کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دی ہیں ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

پنڈت جی موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ سوامی دیانند جی کا یہ کہنا۔ کہ دودھواہ دوا (بیوہ کا نکاح ثانی) سے بہت سے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ ثابت کرتا ہے۔ کہ سوامی دیانند جی مہاراج کو ویدوں میں بہت سے نقائص نظر آتے تھے۔ اس حوالہ نے یہ بالکل صاف کر دیا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے ویدوں سے کچھ کرنے کی کوشش کی۔ اور اسی کمی کو پورا کرنے کیلئے نیوگ (جو کہ بقول منو جی مہاراج پشو دھرم ہے) ایجاد کر کے ویدوں میں داخل کر دکھایا۔ اس لئے میں چرنجی لال جی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ ویدوں میں سے لفظ "نیوگ" نکال کر دکھائے۔ اور میں دعوٰی سے کہتا ہوں۔ کہ ویدوں میں لفظ نیوگ کا ذکر تک نہیں۔ اور دواہ کے معنوں میں بھی لفظ نیوگ کا ذکر نہیں ہے یہ سوامی جی نے عمداً لوگوں کو شبہات میں غرق کرنے کی بے سود اور نامسعود کوشش کی ہے۔

امید ہے۔ کہ آپ ضرور سوامی جی پر وارد شدہ اعتراضات کا رد لکھیں گے۔ اور اپنی منظوری چیلنج کا پاس رکھینگے۔ اگر گذشتہ روایات پر نظر ڈالی جائے۔ تو یہ یقین واثق ہے کہ مہاشہ چرنجی لال قیامت تک ان سوالات کا جواب دینے کی طرف رخ نہ کریگا۔ اور اس تلخ پیالہ کو ٹالنے کی کوشش کریگا۔ اسلئے میں مکرر اپنے الفاظ میں بیانگ دہل کہتا ہوں۔ اے آریہ سماج کے تمام ممبرو۔ اگر تم میں ذرہ بھی زندگی ہے۔ تو اپنی زندگی کا ثبوت دو۔ دیکھو حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ادنیٰ ترین خادم تم کو مقابلہ کے لئے للکارتا ہے۔ مقابلہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔

جواب کا طالب

(فتح محمد احمدی شرما کراچی والا)

خالصہ مشن

کیا گرنتھ صاحب محفوظ ہے؟

(۱)

اڈیٹر صاحب خالصہ سماچار امرت سر نے اپنے ایک پرچہ میں بڑے زور کے ساتھ یہ دعوٰی پیش کیا ہے۔ کہ اگر کوئی کتاب دنیا میں محفوظ ہے۔ تو وہ صرف سری گورو گرنتھ صاحب ہے۔ اور باقی تمام مذہبی کتابیں محرف مبدل ہو چکی ہیں۔ اگر اڈیٹر صاحب ذرا غور سے اپنی مذہبی دھارمک پرماننیک کتب کا مطالعہ کرتے۔ تو ان کو یہ دعوٰی کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوتی۔ اسلئے ہم ایڈیٹر صاحب کے دعوٰی کو باطل ثابت کرنیکے لئے کچھ لکھتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے یہ ثابت کر دینگے۔ کہ اڈیٹر صاحب کا دعوٰی بالکل غلط ہے اور واقعات کے خلاف ہے ؛

پہلا ثبوت

تواریخ گورو خالصہ صـ۴۷ میں لکھا ہے کہ جب گورو ارجن صاحب نے گرنتھ صاحب کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ تو تمام سکھوں کو کہلا بھیجا۔ کہ جس کسی کے پاس گورو صاحب کا کوئی شلوک لکھا ہوا یا کسی کو زبانی یاد ہو تو وہ مجھ کو آکر لکھا دے۔ اس طرح گورو ارجن صاحب کے پاس بہت سی بانی اکٹھی ہو گئی۔ اور اس بانی میں سے جس کو گورو صاحب نے پسند کیا اور مستند سمجھا۔ اس کو گرنتھ صاحب میں درج کر لیا۔ اور باقی کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح بھائی بختہ اڑوڑا پرگنہ حسن ابدال کا رہنے والا ایک بڑا بھاری گرنتھ جس کو مشکل سے ایک آدمی اٹھا سکتا ہے۔ گورو صاحب کے پاس لایا۔ اور اس پر دس گوروؤں کے دستخط بھی ہیں۔ جو گورو ارجن صاحب کے بعد بھائی بختہ کی اولاد میں سے ہر گورو کے عہد میں جا کر کرا لیتے تھے اور گورو ارجن صاحب نے اس میں سے کچھ بانی کو پسند کیا۔ اور اس کو گرنتھ صاحب میں درج کر لیا۔ اور باقی گرنتھ بھائی بختہ کو واپس کر دیا۔ جو اب تک راولپنڈی میں بوٹا سنگھ پنساری کے پاس موجود ہے۔ اور دوکتابیں جو گورو امرداس صاحب کے بیٹے موہن کے پاس تھیں وہ خود موضع گوئندوال جا کر لے آئے۔ اور ایک کتاب جس کا نام پران سنگلی ہے جس کو گورو نانک لکھ کر راجہ شونابھ کے پاس چھوڑ آئے تھے بھائی جیٹھے پیڑے کو بھیج کر منگوالی ؛

تنقید

اس مندرجہ بالا عبارت میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) جس کلام کو گورو ارجن صاحب نے پسند کیا۔ اس کو گرنتھ صاحب میں درج کر لیا۔ اور بھائی بختہ جی کے گرنتھ صاحب سے کچھ تھوڑی سی بانی لی۔ اور باقی کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ اس پر اس وقت چار گورو صاحبان کے دستخط بھی موجود تھے۔ لیکن پھر بھی گورو ارجن صاحب نے اس کو غیر مستند سمجھا۔ اور باوجود گوروں کے دستخط ہونے کے اس کو رد کر دیا۔ گویا گرنتھ صاحب کا جمع ہونا گورو ارجن صاحب کی مرضی پر منحصر تھا۔ ناظرین غور فرمائیں۔ کہ جس بانی کو گورو ارجن صاحب نے رد کیا۔ اس سے زیادہ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستند ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا تھا۔ کہ اس پر چار گوروں کے دستخط تھے۔ لیکن گورو ارجن نے اس کو گرنتھ صاحب میں درج نہیں کیا (۳) گورو نانک صاحب کی بانی پران سنگلی کو گورو صاحب نے گرنتھ صاحب میں درج نہیں کیا جس کی کتھا بھائی بنوں کے گرنتھ میں آتی ہے۔ جس کو آج تک سکھ گورو بانی مانتے ہیں۔ بلکہ اداسی تو داراں بھائی گرداس کی بجائے پران سنگلی کو گرنتھ صاحب کی چابی مانتے ہیں۔

(دیکھو اداسین مت درپن صفحہ ۵۳۶ ادھیائے ۷)

دوسرا ثبوت

اس کے آگے چلکر مصنف تواریخ گورو خالصہ لکھتا ہے۔ "کہ گورو ارجن صاحب نے ساری کلام کو جمع کرکے ساتھ ہی بھگتوں کی کلام جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ کبیر[1] جی۔ نام دیو[2] جی۔ ترلوچن[3] جی۔ جے دیو[4] جی۔ بھیکھن[5] جی۔ رودداس[6] جی۔ سین[7] جی۔ شیخ فرید[8] جی۔ بھگت پیپا[9] جی۔ دھنا[10] جی۔ سدھنا[11] جی۔ بینی[12] جی۔ رامانند[13] جی۔ پرمانند[14] جی۔ سوردداس[15] جی۔ میراں بائی[16] شامل کرکے اور بھاٹوں کی کلام گرنتھ صاحب میں درج کی۔

تنقید

مصنف تاریخ گورو خالصہ نے سولہ بھگتوں کی بانی میں ایک بھگت میراں بائی کا بھی نام لکھا ہے۔ کہ اس کی بانی بھی گرنتھ صاحب میں ہے۔ لیکن جب ہم موجودہ گرنتھ صاحب آدکی ورق گردانی کرتے ہیں۔ تو اس میں بھگت میراں بائی کے شلوکوں کا نام نشان نہیں ملتا پس ثابت ہوا۔ کہ گیانی گیان سنگھ جی نے ضرور کسی گرنتھ صاحب میں میراں بائی کے شلوک دیکھے ہیں۔ جو بعد میں سکھوں نے نکال دیئے ہیں ؎

جو پیچھے سے لکھتے لکھاتے رہے
خدا جانے کیا کیا بناتے رہے

تیسرا ثبوت

اور پھر آگے چلکر مصنف تواریخ گورو خالصہ لکھتا ہے۔ کہ گرنتھ صاحب میں سترہ بھاٹوں کے سیوے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف پنڈت کرتار سنگھ اپنے مضمون اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۰ء میں فرماتے ہیں۔ کہ گرنتھ صاحب میں انیس[19] بھاٹوں کے سیوے ہیں۔ جو لوگ سترہ[17] بھاٹوں کی بانی مانتے ہیں۔ وہ غلطی خوردہ ہیں۔ اور ان بھاٹوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

کل سہار[1]۔ ٹل[2]۔ کل ٹھاکر[3]۔ جالپ[4]۔ جل[5]۔ بھیکھا[6]۔ کیرت[7]۔ سل[8]۔ جل[9]۔ نل[10]۔ داس[11]۔ جلن[12]۔ پرمانند[13]۔ گجند[14]۔ سیوک[15] متھرا[16]۔ بل[17]۔ پارتھ[18]۔ ہربنس[19]۔

اور پروفیسر صاحب سنگھ جی کل بھاٹوں کی تعداد گیارہ ماننے ہیں۔ ناظرین آج تک گرنتھ صاحب کے مصنفوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ کوئی ۱۷ بتاتا ہے۔ اور کوئی ۱۹ بتاتا ہے۔ اور کوئی گیارہ بتاتا ہے۔ کیا اس اختلاف کی موجودگی میں کوئی گرنتھ صاحب کے محفوظ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

چوتھا ثبوت

مصنف تواریخ گورو خالصہ نے سولہ بھگتوں کی بانی گرنتھ صاحب میں بتائی ہے۔ جیسا کہ ہم ثبوت نمبر ۲ میں لکھ آئے ہیں۔ ان سولہ بھگتوں میں بھائی مردانہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن موجودہ گرنتھ صاحب میں بھائی مردانہ کے بھی تین شلوک موجود ہیں۔ اور ہماری تائید میں بانی بیورا جس کو خالصہ ٹریکٹ سوسائیٹی نے شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۹۵ چکر نمبر ۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ گرنتھ صاحب میں بھائی مردانہ جی کے بھی تین شلوک ہیں۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس گرنتھ صاحب کا پاٹھ گیانی گیان سنگھ جی نے کیا ہے۔ اس میں بھائی مردانہ کے شلوک بالکل نہیں تھے ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اتنا قابل مصنف اس بات کا ذکر نہ کرتا ؎

پانچواں ثبوت

بانی بیورا صفحہ ۷ و تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۱۷ میں لکھا ہے۔ سنہ ۱۶۶۰ بکرمی کو گورو ارجن صاحب نے بھائی گرداس جی سے رام سر تالاب پر بیٹھ کر گرنتھ لکھوایا۔ اس کی جلد بندی کرانے کے لئے بھائی بنوں جی کو لاہور بھیجا۔ اور راستہ میں بھائی بنوں نے گرنتھ صاحب کی ایک نقل اور اتار لی اور پران سنگلی رتن مالا۔ آدک بانی اپنی طرف سے گرنتھ صاحب میں درج کر دیں۔ اور جب واپس گرنتھ صاحب لیکر امرتسر گورو ارجن صاحب کے پاس آیا۔ اور گورو ارجن صاحب کے پوچھنے پر کہا۔ سچے پاتشاہ یہ خدمت آپ کی سنگت نے کی ہے۔ اس پر گورو جی نے کہا۔ کہ آئندہ اس جلد کا نام کھاری بیڑ ہوگا ؎

ناظرین غور طلب یہ بات ہے۔ کہ بھائی بنوں نے راستہ میں گرنتھ صاحب میں اپنی طرف سے بانی درج کرنے کی جرأت کی اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ بھائی بنوں سمجھتا تھا۔ کہ یہ بانی گورو کی ہے۔ لیکن اس کو گورو ارجن صاحب نے درج نہیں کیا۔ اور یہ گرنتھ صاحب کے غیر مکمل ہونے کا کافی ثبوت ہے ؎

چھٹا ثبوت

بانی بیورا صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ کہ جب لاہور میں گرنتھ صاحب جلد بندی کے واسطے لے جایا گیا۔ تو لاہور کی سنگت (جماعت) نے تہمت کرکے گرنتھ صاحب کی ایک اور نقل کر لی۔ اور اس میں ایک شلوک جو دراصل سری گورو نانک صاحب کا تھا۔ درج کر لیا۔ جو حسب ذیل ہے:۔

دھر امبر وچ دیہڑی تہہ لال سوگند الال
اکھر اک نہ آئیو نانک نہیں قبول

ناظرین یہ شلوک جو اوپر لکھا ہے۔ یہ لاہور کی سنگت نے اپنی طرف سے گرنتھ صاحب میں درج کر لیا۔ کیونکہ یہ شلوک باوا نانک صاحب کا تھا۔ لیکن گورو ارجن صاحب نے اس کو گرنتھ صاحب میں درج نہیں کیا تھا۔ اسی لئے سکھوں کو یہ جتن کرنا پڑا۔ اور یہ شلوک بھائی گرداس جی کی بیڑ میں نہیں ہے۔ کیا اس کی موجودگی میں کوئی گرنتھ صاحب کے محفوظ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

ساتواں ثبوت

بانی بیورا جس کو خالصہ ٹریکٹ سوسائیٹی نے شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے:۔

"پہلی جلد میں جو اس وقت کرتارپور میں ہے۔ سوپرکھ کی بانی سودر کے ساتھ بالکل نہیں ہے۔ معلوم نہیں۔ کہ کب سے موجودہ گرنتھ صاحب بھائی گرداس جی کی جلد میں آگئی ہے۔ اور آج کل سب گرنتھوں میں موجود ہے۔ اور ہم نے ایک اور گرنتھ صاحب دیکھا ہے۔ جس میں سوپرکھ سودر کے ساتھ بالکل نہیں ہے۔ اور وہ گرنتھ بہت پرانا تھا"

ناظرین اس مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ یہ موجودہ گرنتھ صاحب جس گرنتھ صاحب سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں سوپرکھ سودر کے ساتھ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور پھر خالصہ ٹریکٹ سوسائیٹی اس بات کو تسلیم بھی کرتی ہے۔ کہ معلوم نہیں یہ بانی کب سے گرنتھ صاحب میں درج ہوگئی ہے۔ ایک پرانا گرنتھ صاحب میں نے خود بھی دیکھا ہے۔ جس میں یہ بانی نہیں۔ پس اس قسم کے تغیر و تبدل سے ظاہر ہے۔ کہ موجودہ گرنتھ صاحب محفوظ نہیں ہے ؛

آٹھواں ثبوت

سری گورو ارجن دیو جی مہاراج نے سری گورو نانک صاحب اور گورو انگد صاحب اور سری گورو امر داس صاحب گورو رامداس اور اپنی بانی ملا کر اور بھگتوں اور بھاٹوں کی بانی گرنتھ صاحب میں درج کر کے سنداونی پر بھوگ پایا۔ سنداونی بمعنے مہر یعنی مہر لگادی۔ کہ اس کے آگے جو بانی ہوگی۔ وہ غلط مانی جائیگی ۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۴۲)

ناظرین گرنتھ صاحب میں گورو ارجن صاحب نے پانچ گوروؤں کی اور بھگتوں وغیرہ کی بانی کے بعد مہر لگادی۔ لیکن آخر میں ہے تغیر و تبدل کرنے والوں پر جنہوں نے مہر تو لگی رہنے دی۔ اور گورو ہرگوبند صاحب پادشاہی چھ نے اپنی بانی ارتھات ۹ دھنا بیچ میں شامل کردیں کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ جب مہر لگ چکی تھی۔ تو گورو ہرگوبند صاحب کی بانی گرنتھ صاحب میں کس طرح آگئی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ گورو ارجن صاحب کے بعد بھی دوسرے گوروؤں نے گرنتھ صاحب میں ملاوٹ کی ہے۔

نواں ثبوت

اگر گورو ارجن صاحب نے سنداونی پر بھوگ پایا۔ یعنی مہر لگادی۔ تو کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ سری گورو تیغ بہادر کی بانی اور ۹ دھنا گورو ہرگوبند سنگھ صاحب کی گرنتھ صاحب میں کس طرح آگئیں۔ اگر کوئی سکھ کہدے۔ کہ گورو تیغ بہادر صاحب کے لئے گورو ارجن صاحب نے خالی ورق چھوڑے تھے۔ اور پیشگوئی کی تھی۔ کہ ہمارے پوترے کی بانی جو دھرم پر سر دیگا۔ یہاں پر لکھی جائیگی۔ تو اس پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) کیا گورو ہرگوبند صاحب پادشاہی چھ کیلئے بھی پیشگوئی تھی۔ ہرگز نہیں۔ جاؤ سکھ لٹریچر کی ورق گردانی کرو۔ لیکن گورو ہرگوبند سنگھ کے لئے پیشگوئی کا نام نشان بھی نہ پاؤ گے۔ (۲) اگر مہر کی موجودگی میں گورو ہرگوبند صاحب جو گورو ارجن صاحب کے بعد گدی نشین ہوئے انہوں نے اپنی بانی گرنتھ صاحب میں چڑھادی۔ تو پھر مہر کے کیا معنے۔ صرف مہر تو ایک نام کے لئے تھی۔ اور پھر کیا ثبوت ہے۔ کہ جو ورق خالی رکھے گئے تھے۔ وہ گورو تیغ بہادر کے لئے تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی مصلحت کی بنا پر خالی رکھے گئے ہوں۔ باقی رہا پیشگوئی سو یہ اُن اوراق پر ہونی چاہیئے تھی۔ جو خالی تھے۔ کہ یہ ورق خالی ہیں گورو تیغ بہادر کیلئے چھوڑتا ہوں۔ لیکن یہ بالکل نہیں ہے۔ بلکہ بعد میں سکھوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ گورو جی نے پیشگوئی کی تھی۔ ناظرین ہم کو تو گورو ارجن صاحب سے لیکر گورو تیغ بہادر صاحب کے زمانہ تک کی کوئی تحریر چاہیئے۔ اور تحریر بھی گورو صاحب کے ہاتھ کی۔ جس میں یہ پیشگوئی درج ہو۔ اور گورو تیغ بہادر صاحب کے بعد کی تحریر قابل قبول نہ ہوگی اور اگر یہ ورق گورو تیغ بہادر کے لئے خالی چھوڑے گئے تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ خود گورو صاحب اپنی بانی گرنتھ صاحب میں درج کرتے۔ کیونکہ گرنتھ صاحب کافی مدت تک اُن کے قبضہ میں رہا تھا۔ یا گورو گوبند سنگھ کو حکم کر جاتے کہ تم میری بانی گرنتھ صاحب میں درج کرنا۔ لیکن برخلاف اس کے گورو جی نے خود اپنی بانی گرنتھ صاحب میں درج نہیں کی۔ اور نہ ہی درج کرنے کا حکم دیا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ گورو صاحب ان خالی اوراق پر بانی چڑھانے کا اپنے آپ کو مصداق نہیں سمجھتے تھے۔ اگر گورو جی نے پیشگوئی کی تھی۔ تو دھیر مل نے جھوٹی ثابت کردی۔ کیونکہ جب گورو گوبند سنگھ نے دھیر مل سے گورو تیغ بہادر کی بانی چڑھانے کے لئے گرنتھ صاحب مانگا۔ تو دھیر مل نے نہ دیا۔ چنانچہ اس گرنتھ میں آج تک گورو تیغ بہادر کی بانی نہیں ہے اور وہ آج تک کرتارپور میں ہے۔ اور وہ ورق آج تک خالی موجود ہیں۔ اور دھیر مل نے بڑی مشکل سے گرنتھ صاحب کی حفاظت کی۔ اور گورو گوبند سنگھ صاحب اپنی کوشش میں ناکام رہے۔ کہتے ہیں گورو گوبند سنگھ نے اپنی روحانی شکتی سے گرنتھ صاحب بنالیا۔ اور اس کو اصل گرنتھ سے جو کہ دھیر مل کے پاس کرتارپور میں تھا۔ جب ملایا گیا۔ تو ایک لفظ صرف کا فرق نکلا۔ اور اس میں گورو تیغ بہادر کی بانی شامل کی جب پوچھا جائے۔ کہ وہ گرنتھ صاحب کہاں ہے۔ تو اس کا جواب گیانی گیان سنگھ جی نے پنتھ پرکاش میں دیا ہے ؎

گھلو کھارا جب بڈھیو
گرنتھ درّانی ساہ سولیو
اب سوہے کابل مدھ جانو
بڑی دھرم سال میں مانو

ترجمہ۔ بھائی جی فرماتے ہیں۔ کہ جب سکھوں کی لڑائی ہوئی تو احمد شاہ درّانی اس گرنتھ صاحب کو جو گورو گوبند سنگھ نے اپنی روحانی شکتی سے بنایا تھا لوٹ کر لے گیا۔ اور وہ اب کابل کے پاس کسی بڑی دھرم سالہ میں ہے۔ ناظرین نہ کوئی کابل جائے۔ اور نہ اُس کو دیکھے۔ حاصل کلام کہ گرنتھ صاحب کی چار جلدیں سکھ صاحبان مانتے ہیں۔

(۱) کرتارپور والی جس کو ہم خدا کے فضل سے غیر محفوظ ثابت کر آئے ہیں ؛

(۲) بنوں کی بیڑ۔ یعنی وہ جلد جس کو گورو ارجن صاحب نے کھاری بیڑ کہا تھا۔ جو آج تک موضع مانگٹ ضلع گجرات میں ہے۔ اور جس کے غیر محفوظ ہونے پر سب سکھوں کا اجماع ہے

(۳) لاہور والی جلد ہے۔ جس کا ذکر ثبوت نمبر ۶ میں آیا۔ جس میں لاہور کی سنگت نے ایک شبد زائد لکھ لیا تھا ؛

(۴) وہ جلد ہے۔ جس کو گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنی روحانی شکتی سے لکھا تھا۔ اور احمد شاہ درّانی کابل میں لے گیا تھا۔ جو آج کل مفقود ہے ؛

آؤ۔ اب ہم موجودہ گرنتھ صاحب کو دیکھیں۔ کہ یہ کس گرنتھ صاحب کی نقل ہے۔ پہلی جلد کرتارپور والی ہے اُس کے ساتھ بالکل نہیں ملتا۔ جس کا ثبوت نمبر ۹ میں دیا گیا ہے۔ اور نہ ہی مانگٹ کی جلد سے ملتا ہے۔ اور نہ ہی لاہور والی جلد سے ملتا ہے۔ اور چوتھی جلد بالکل مفقود ہے۔ جو بقول سکھوں کے بالکل کرتارپور والے گرنتھ صاحب سے ملتی تھی۔ اب ایڈیٹر خالصہ سماچار امرتسر یا کوئی اور سکھ ایڈیٹر بتاوے۔ کہ یہ موجودہ گرنتھ صاحب کس گرنتھ صاحب کی نقل ہے! (باقی آئندہ)

(داس واحد حسین المعروف گیانی شیر سنگھ مبلغ۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشاہداتِ عراق

(۵)

موصل میں عام تبلیغ

اس مخصوص حلقہ کو چھوڑ کر جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب میں عام لوگوں میں تبلیغ کا ذکر کرتا ہوں۔

جب میں گاہے بگاہے کسی کام کے لئے بازار جاتا تو اللہ تعالیٰ تبلیغ کا موقعہ بھی نکال دیتا۔ چنانچہ اس طریق سے اکثر لوگوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ ایک شخص مُلّا محمد کی دکان پر میں اکثر جاتا رہا۔ کافی دیر تک اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے متعلق سمجھاتا یہ شخص جلال الدین صاحب افغانی کا پیرو اور موحد خیالات کا معتقد تھا۔ شرک سے ازحد متنفر تھا۔ اور فلسفی طبیعت رکھتا تھا۔ کچھ دیر تک سمجھانے کے بعد اس کا سینہ سچائی کے لئے کھل گیا۔ اور اس نے احمدیت قبول کر لی۔ اس کے بعد اُسے میرے ساتھ انتہائی محبت ہو گئی۔

ایک احمدی سے مُلاقات

انہیں ایام میں مجنّی نورالحق صاحب احمدی چارسدوی سے جو اس جگہ ملازم تھے۔ میری ملاقات ہوئی۔ اس کے ملنے سے مجھے قدرتاً بہت خوشی محسوس ہوئی۔ ایک احمدی کو دوسرے احمدی سے ملنے پر جو خوشی ہوتی ہے۔ اس کا ذکر الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست معجزہ ہے۔ کہ کس طرح متفرق قلوب میں محبت اور اخوت بھر دی گئی۔ آپ کے آنے سے پہلے دوسری نیکیوں کی طرح جنسِ محبت صفحۂ دہر سے عُنقا ہو چکی تھی۔ اور زمانہ میں ظاہرداری اور رُوکھے پن کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا۔ آپ نے آکر للّٰہی محبت کو دوبارہ دنیا میں زندہ کیا۔ اور متفرق اور متشقّق دلوں کو جوڑ کر بھائی بھائی بنا دیا۔ دراصل لوگوں میں حقیقی محبت خدا کے مامور ہی آکر پیدا کرتے ہیں پہلے وہ خود اپنی دوستی کا تعلق خدا سے پیدا کر کے اسکی محبت کو جذب کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی ہر حرکت سے دوسروں کے لئے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ تمام دنیوی محبتیں حقیقتاً خدا کی محبت کے اظلال ہیں جنہوں نے احمدیوں کے اپنے امام پاک سے اور آپس میں محبت کے والہانہ سین کو دیکھا ہے وہ ششدر رہ جاتے ہیں۔ کہ یہ پیوست ان میں کس طرح پیدا ہو گیا۔ احمدی تو اس خوانِ نعمت سے اب اس قدر سیر نظر آتے ہیں۔ کہ اس سے غیر محبت ان کی نظروں میں بالکل نہیں جچتی۔ اور اس سے ذرا سی بے پرواہی اُن پر گراں گذرتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ جذبہ ہم میں تا قیامت باقی رہے۔ آمین!

اب ہم دونو تبلیغ میں وسعت کے لئے تجاویز سوچنے لگے۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ قہوہ خانوں میں جہاں اکثر لوگ بیٹھے رہتے ہیں جا کر تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ ہم گاہے بگاہے وہاں جاتے۔ اور حسب موقعہ لوگوں کو پیغام پہنچاتے ؛

موصل کا مکتب

موصل کے بازار میں ایک مکتب ہے۔ جہاں سے لوگوں کو مطالعہ کے لئے کتب وغیرہ دی جاتی ہیں اس میں ہم نے منیجر سے گفتگو کے بعد جو ایک وسیع الخیال شخص تھا۔ اپنی عربی کی ایک دو کتب رکھ دیں۔ جب ہم دوبارہ وہاں گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ علماء میں اُن کے مطالعہ سے آپس میں خوب بحث ہوئی۔ جن میں سے بعض ہمارے نقطہ خیال کے مؤیّد تھے۔ مخالف علماء کا منیجر پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اُس نے کہا۔ کہ وہ ہمارا لٹریچر اپنے مکتب میں رکھنے اور لوگوں کو مطالعہ کے لئے دینے پر ہر وقت تیار ہے ؛

امیر فیصل کیلئے ایڈریس

ایک دفعہ یہاں امیر فیصل بادشاہ عراق تشریف لائے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ انہیں تبلیغ کی جائے چنانچہ میں نے اس غرض سے انگریزی میں ایک لمبا ایڈریس تیار کیا۔ جس میں حضرت صاحب کے دعاوی اور زار روس اور ترکی سلطنت کے متعلق آپ کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ میں اس کو پیش کرنے کے طریق پر غور کر رہا تھا۔ یا کسی وجہ سے پیش نہ کر سکا تھا۔ کہ جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ بغداد کا خط آگیا۔ کہ یہ ایڈریس انہیں بھیج دیا جائے (اس ارادہ کا میں ان سے اظہار کر چکا تھا) تاکہ وہاں سے پیش کیا جائے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دیر کے بعد امیر صاحب کا جواب آیا۔ کہ چونکہ بعینہٖ اسی طرح کا ایڈریس امیر فیصل کی خدمت میں پہلے پیش ہو چکا ہے۔ اس لئے آپکی غرض پوری ہو گئی ؛

آثارِ قدیمہ کی سیر

یوں تو تمام عراق قدماء کی یادگاروں سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن موصل کی ولایت میں ان کا نمایاں حصّہ ہے۔ اسیریا کی عظیم الشان سلطنت کے تین پائے تخت (عشار جو آج کل قلعہ شرگٹ کہلاتا ہے۔ نینوا اور نمرود) اس علاقہ میں تھے۔ ان میں سے دو یعنی نینوا اور نمرود کے کھنڈرات کو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ نینوا موصل کے بالمقابل دریائے دجلہ کی دوسری جانب تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک وسیع شہر تھا۔ اس جگہ کھدائی سے قدیم اسیرین تہذیب کے متعلق عجیب انکشافات ہوئے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے۔ کہ اُس وقت کی تہذیب کافی ترقی یافتہ تھی۔ اس جگہ سے پَون میل کے فاصلہ پر حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اسیرین قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ مزار کے سامنے دیوار پر ایک بڑی مچھلی کی ریڑھ کی ہڈی لٹکتی ہے۔ جس کو وہاں کے مجاورین یہ کہہ کر کہ اس مچھلی کی ہڈی ہے۔ جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام گئے تھے۔ ہر ایک زائر سے کم از کم چار آنہ بٹورتے ہیں ؛

حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا

آج کل کے فلسفی جو حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانے کے واقعہ کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کی طرح طرح کی توجیہات کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک انگریز مصنف لکھتا ہے۔ کہ یہ کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ سچ مچ کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ مچھلی جس نے حضرت یونسؑ کو نگلا تھا۔ نتواہی تھی۔ (جس کے معنی مچھلی کے ہیں) کیونکہ یہی وہ سرزمین تھی جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں سمالیا تھا۔ پھر اپنی تحقیق میں یہ ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ کہ اگر اسیرین زبان میں نتوا لکھا جائے۔ تو ان حروف کی شکل بھی مچھلی کے مشابہ ہو گی۔ نتوا کے متعلق یہ سب کچھ درست۔ مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا۔ کہ یہ واقعہ ہی نہیں ہوا۔ بلکہ غالب قیاس تو یہ ہے۔ کہ اس واقعہ کی مناسبت سے لوگوں نے اس شہر کا نام نتوا رکھ لیا ہو گا۔ اور لفظ نتوا کے حروف مچھلی سے مشابہت رکھنا کوئی نیا انکشاف نہیں۔ بلکہ یہ ایک کھلی بات ہے۔ کہ قدیم اسیرین اور مصری زبانوں کے حروف تہجی ہی ایسے تھے۔ جو مختلف اشیاء کی شکل رکھتے یا بتا سکتے تھے۔

نمرود نمرود کے کھنڈرات نتوا سے ۲۲ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہیں۔ انہیں میں ایک انگریز اور ایک ہندوستانی واقفکار کی معیت میں (جو یہاں اعلیٰ عہدوں پہ ملازم تھی) دیکھنے گیا۔

عیسائی مونسٹری راستہ میں ہم ایک عیسائی مونسٹری (خانقاہ) دیکھنے کے لئے ٹھیر گئے۔ یہ مونسٹری بہت پرانی تھی۔ اور اس کا محافظ ایک عربی النسل پادری تھا جو بہت تپاک سے پیش آیا۔ اور اپنے کمرے میں لے جا کر میرے دونوں ساتھیوں کو شراب اور مجھے چائے پیش کی۔ اس کے بعد اس نے ایک کتاب نکالی۔ جس میں مختلف ممالک کے سیاحوں کے دستخط تھے جن میں انور پاشا کے بھی تھے۔ جنھیں اس نے بہت فخر سے ہمیں دکھایا۔ اس کتاب میں ہمارے دستخط بھی لئے گئے۔ آخر کار وہ ہمیں مونسٹری کے تہ خانہ میں لے گیا۔ جو اندر سے بہت فراخ تھا۔ اور اس کی دیواروں پر نہایت خوبصورتی سے عربی الفاظ کندہ تھے۔ اس جگہ فارغ ہو کر ہم دوپہر کے وقت نمرود پہنچے۔

نمرود کے کھنڈرات اور بُت نمرود کے کھنڈرات میں جا بجا کھدائی کر کے بہت سی پرانی اشیاء برآمد کی گئی ہیں۔ جن سے اسیرین تہذیب پر کافی روشنی پڑتی ہے ایک جگہ ہم نے بہت بڑی بڑی اینٹیں جیسے آج کل چونے اور سیمنٹ سے بنتی ہیں جمع دیکھیں۔ یہ اینٹیں ایک دیوار سے نکالی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انجنیئرنگ کا آرٹ اس وقت کے لوگوں کو بھی اچھی طرح معلوم تھا جب ہم کھنڈرات کے وسط میں پہنچے۔ تو تراشیدہ سنگ مرمر کے دو بُت نظر آئے۔ نزدیک جا کر دیکھنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ اسیرین دیوتاؤں کے بُت ہیں ان کے جسم بیلوں کے جن پر پر لگے ہوئے تھے۔ اور چہرے انسانوں کے تھے۔ چہروں پر بہت لمبی لمبی ڈاڑھیاں تھیں۔ اسیرین کا خیال تھا۔ کہ ان کے دیوتے اس ہیئت کے ہوتے ہیں میرے ساتھیوں نے بہت شوق سے ان بتوں کے فوٹو لئے۔ یہاں سے کچھ دور پیچھے جانے پر ایک مہیب انسانی بُت دکھائی دیا۔ یہ بُت غالباً سارگن (اسیرین کا عظیم الشان بادشاہ) کا تھا۔ اس کا سر اور تھوڑا سا دھڑ زمین کے باہر تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہزاروں منوں مٹی کے نیچے سے اور محنت شاقہ سے اس کو ننگا کیا گیا ہے۔ میرے ساتھیوں نے ارد گرد سے کچھ مٹی ہٹوانے کے بعد اس کا بھی فوٹو لیا۔ غرض ہم اس جگہ دو تین گھنٹے ٹھیرنے اور اسیرین تہذیب کے نظائر دیکھنے کے بعد شام کو واپس موصل آ گئے۔

ہندوستانیوں کا عراقیوں سے سلوک میں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں نے جو ایام جنگ میں یہاں چلے آئے تھے۔ عراق میں اپنے قومی اخلاق کا کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا۔ بلکہ یہ کہ نا بالکل درست ہو گا۔ کہ نہایت بداخلاقی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجہ میں عراقی ہندوستانی کے نام سے نفرت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ جلدی ان کو اپنے ملک سے باہر دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کی زیادہ تر ذمہ واری اُن ہندوستانیوں پر عائد ہوتی ہے۔ جن کو ہندوستان میں کوئی پوچھتا بھی نہ تھا لیکن یہاں آ کر انہوں نے معقول آمدنی کے ذرائع پیدا کر لئے تھے۔ دوسرے ممالک میں ہندوستانیوں کی مصائب تو بہت سُننے میں آتی ہیں لیکن بعض جائز شکایات کو چھوڑ کر اکثر مصائب کے میرے خیال میں وہ خود ذمہ دار ہیں۔

جنگ اور اس کے بعد کے ایام ایک قوم کے لئے نہایت کٹھن ہوتے ہیں۔ ملک میں ہلاکت ابتری اور مالی مشکلات کا دور دورہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے احساسات بہت نازک ہو گئے ہوتے ہیں۔ اگر اس وقت کوئی غیروں کی مصائب میں ازدیاد اور قومی وقار پر حملہ کا موجب ہو تو وہ ضرور مورد الزام ٹھہرے گا۔

تفصیل ان اجمال کی شرم وحیا کے جذبات سے اس قدر عُریاں ہے۔ کہ میں اس میں جانا پسند نہیں کرتا۔

(خاکسار ملک محمد رمضان)

فاروق کا اگلا پرچہ

۷ مارچ کا فاروق خدا کے فضل سے لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق شائع ہو گا۔ اس سے قبل ۶ مارچ ۲۶ء کو فارق کا خاص نمبر اس پیشگوئی کے متعلق شائع ہوا تھا جو خدا کے فضل سے بلحاظ مضامین لاجواب تھا۔ کسی آریہ کو آج تک اس کے جواب کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس سال آج ۲۳ فروری کو جبکہ میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں۔ میرا ارادہ ہوا۔ کہ لیکھرام کی پیشگوئی پر باقیماندہ وہ مضمون جو ۲۶ء والے پرچہ میں چھوڑ دیا تھا۔ ۷ مارچ ۳۱ء والے پرچے میں مکمل کر دوں۔ اسلئے دوستوں کو لکھا جاتا ہے۔ کہ یہ پرچہ صرف ایکسٹرا زائد طبع کرایا جائیگا۔ جسکی قیمت فی پرچہ ۲ محصول سوا آنہ ہو گی۔ اس سے زائد اگر درخواستیں ۵ مارچ تک پہنچ گئیں۔ تو اُن پر عمل ہو جاویگا۔ ورنہ نہیں۔ (ایڈیٹر فاروق)